مخطوطات کی تحقیق وایڈیٹنگ کے بنیادی اصول

پروفیسر ڈاکٹر نیاز محمد صاحب☆

مخطوطات کی تحقیق، تصحیح و تدوین اسلامی علوم میں تحقیقی منہج کا ایک نہایت اہم اور ناگزیر جزء ہے، شاید اسی احساس کی وجہ سے مغرب میں اسلامی تہذیب وثقافت کے سنجیدہ مطالعہ کا آغاز ہوا تو اسلامی تراث علم میں ممتاز اور اہم کتابوں کے متون کی اشاعت کی طرف خصوصی توجہ مبذول کی گئی اور مستشرقین متقدمین میں سے متعدد فضلاء نے نہایت اہم مخطوطات جدید اسلوب کے مطابق تحقیق، تدوین، تصحیح کے بعد فہارس اور اشاریوں سے آراستہ کر کے شائع کئے، یہ ایک منطقی عمل تھا، صدیوں پر محیط اسلامی فکری میراث کے تحقیقی مطالعہ کے لئے ان مخفی خزینوں کا سہل الاستعمال اور ثقہ شکل میں منظر عام پر آنا ضروری ہے۔ مستشرقین کے تحقیقی کام کا یہ حصہ شاید سب سے گراں قدر، وقیع، موثر اور رجحان آفریں کہا جاسکتا ہے، ان میں سے کچھ ذی وقار نام محض بر سبیل مثال ذکر کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں کہ اس سے تحقیق مخطوطات کے فن کی اہمیت ذہن نشین کرنے میں مدد ملی گی۔

E.J.W گب میموریل سیریز کے انتشارات اس سلسلے میں خصوصی اہمیت رکھتے ہیں، کچھ نام یہ ہیں:

☆ پرنسپل ماڈل دینی مدرسہ کراچی

نمبر شمار	نام	تحقیق مخطوطات کے کام کی مثال/ مثالیں
۱۔	M.J.deGoeje	المسعودی کی کتاب التنبیہ والاشراف اور البلاذری کی فتوح البلدان
۲۔	D.S.Margoliouth	یاقوت الرومی کی معجم الادبا ارشاد الاریب یاقوت الرومی کی معجم البلدان
۳۔	G.Flugel	حاجی خلیفہ کی کشف الظنون اور ابن الندیم کی کتاب الفہرست
۴۔	Fr.I.Lichtenstadter	ابن حبیب کی کتاب المحبر
۵۔	E.Blochet	فضل اللہ رشید الدین کی جامع التواریخ
۶۔	R.A. Nicholson	مولانا جلال الدین رومی کی مثنوی
۷۔	George Makdisi	ابن قدامہ کی تحریم النظر فی کتب اہل الکلام اور ابن عقیل کی کتاب الجدل اور کتاب الفنون

مشرق، بالخصوص عرب دنیا میں تراث علمی کو محقق شکل میں شائع کرنے کا نہایت خوش آئند رجحان کافی حد تک مستشرقین کے اس Initiative کا مرہون منت ہے۔ سارے کام کا احاطہ مشکل ہے مگر احمد محمد شاکر، عبدالسلام ہارون، صلاح الدین المنجد، احسان عباس، عبدالفتاح ابوغدہ، ابراہیم الابیاری جیسے موقر نام مثال کے طور پر پیش کیے جا سکتے ہیں جن کی تحقیق کی بدولت نہایت بیش قیمت مخطوطات جدید منہج پر مرتب و مدون ہو کر سامنے آئے، اگر چہ اب نو آبادیاتی ترجیحات میں تبدیلی کے باعث مغرب میں یہ تحریک ماند پڑ گئی ہے۔ مستشرقین کی نئی پود میں عربی زبان میں گہری استعداد کے حصول کی طرف نسبتاً کم توجہ، تحقیقی مخطوطات کے محنت طلب کام کو مقامی محققوں پر چھوڑ کر خود تجزیاتی مطالعہ کے ''مقدس و افضل علمی وظیفہ'' پر اپنی بیش قیمت صلاحیتیں مرکوز کرنے کی ذہنیت، مغرب میں عربی کتب کی طباعت کے ہوشربا اخراجات اور بالعموم عرب و اسلامی دنیا سے شائع ہونے والے نئے محقق

ایڈیشنوں کے تسلی بخش معیار کے باعث بھی جدید مستشرقین بہت کم اس فن کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں۔

بہر حال کہنا یہ مقصود تھا کہ اسلامی علمی میراث اطراف عالم میں مختلف لائبریروں، متاحف، ذاتی کتب خانوں اور درسگاہوں میں منتشر ہے، جہاں محفوظ مخطوطات کی تعداد لاکھوں سے متجاوز ہے، ابھی تک اس کا عشر عشیر بھی قابل اعتماد و استناد اور سہل الاستعمال ایڈیشنوں کی شکل میں منظر عام پر نہیں آیا، بلاشبہ اسلامی تہذیب وثقافت کے متعدد اور متنوع گوشوں اور پہلوؤں کے بارے میں ہمارا مطالعہ ناقص اور نتائج کے اعتبار سے اکثر و بیشتر صرف عبوری، نامکمل اور بسا اوقات گمراہ کن رہے گا، اگر کوئی یہ سمجھے کہ صدیوں پر محیط اسلامی تمدن و معاشرت کی تاریخی تصویر مختلف ادوار کے ممتاز مورخین کی عمومی تواریخ (General Histories) کرانیکلز اور سوانح عمریوں کی چھان پھٹک سے اپنے مکمل خدوخال کے ساتھ ممکن حد تک صحیح شکل میں پیش کی جاسکتی ہے۔

سیاسی حوادث و وقائع کی ترتیب تو شاید ایک حد تک ممکن ہو لیکن علمی، فکری، معاشرتی، ادبی، معاشی و اقتصادی رجحانات اور مختلف ادوار میں انسانی زندگی کے اطوار کا تطور، ترقی، انحطاط، سقوط و تعمیر نو، علمی کشش ثقل کے مراکز اور محوروں کی منتقلی کی کیفیت کا معقول حد تک صحیح اندازہ تو اس مخصوص دور میں لکھی جانے والی مختلف فنون (بالخصوص طبقات، رحلات اور سوانحی لغات) پر محیط تالیفات سے کیا جاسکتا ہے اور یہ عمل ممکن ہوسکتا ہے، یہ سعی مشکور ہوسکتی ہے، اگر کتب حوالہ اس طرح مرتب شکل میں موجود ہوں کہ ان میں کسی محقق کو ٹھیک اپنے مطلوبہ مواد پر انگلی رکھنے کے لئے کسی دقت کا سامنا نہ کرنا پڑے، اس لحاظ سے دیکھا جائے تو مسلم محققین کے شانوں پر ذمہ داری کا ایک کوہ گراں ہے جس سے عہدہ برآ ہونے کے لئے دینی و علمی جوش و جذبہ اور سچے علمی استقلال کے ساتھ مسلسل سرگرمی ہی منزل کے راستے پر لے جاسکتی ہے۔ (۱)

مسلمان علماء و ادباء اور مفکرین نے مختلف علوم و فنون میں بیش بہا تصانیف و

تالیفات مخطوطات کی شکل میں یادگار چھوڑی ہیں۔عصر حاضر میں علوم کی حیرت انگیز ترقی کے باوجود صدیوں قبل کے مخطوطات کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔وہ انسان کے علمی ورثے کا ایک بے بہا خزانہ ہیں۔قدردانان علم نے اس علمی ورثے کی حفاظت کے لئے ہر دور میں اپنی کوششیں جاری رکھیں بلکہ اب تو ان مخطوطات کی اہمیت کے پیش نظر انہیں اصل صورت میں یا فوٹو کاپی یا مائیکروفلم کے ذریعہ ان کا ریکارڈ رکھتے ہوئے عرب ممالک کی جامعات کئی کئی جلدوں پر مشتمل ''فہارس مخطوطات'' شائع کررہی ہیں اور پھر ترجیحی طور پر ان مخطوطات پر ایم فل اور پی ایچ ڈی سطح کی تحقیق کر کے انہیں دنیا کے سامنے پیش کیا جارہا ہے۔

مسلمان محققین اور طباعتی اداروں کی باہمی کوششوں سے بہت سے مخطوطات زیور طبع سے آراستہ ہو چکے ہیں تاہم ایک بہت بڑا ذخیرہ ابھی تک زیور طبع سے آراستہ ہوکر منظر عام پر نہیں آسکا ہے۔جامعات میں مخطوطات کی تحقیق کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ کئی مغربی جامعات میں علوم اسلامیہ وعربی زبان وادب میں اعلیٰ تحقیقی اسناد کے لئے یہ شرط رکھی گئی ہے کہ امیدوار موضوع سے متعلق کوئی مخطوطہ بھی اپنے تحقیقی کام کے ایک لازمی حصہ کے طور پر ایڈیٹ کرے۔

زیرنظر مضمون میں مخطوطہ کے متعلق ضروری معلومات اور اس پر تحقیق کے بنیادی اصول وضوابط مختلف عنوانات کے تحت بیان کئے گئے ہیں۔

مخطوطہ کا مفہوم:

مخطوطہ عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مادہ خط ہے۔لغوی طور پر اس سے مراد کسی بھی مادی شے پر ہاتھ سے لکھا ہوا تحریری نمونہ ہے۔اصطلاحی طور پر مخطوطہ کا لفظ قلمی کتابوں کے لئے استعمال ہوتا ہے اور اس کا اطلاق معمولی اور شاہکار دونوں قسم کے مخطوطات پر ہوتا ہے۔(۲) عالم اسلام میں قلمی کتابوں کے لئے مخطوطہ کی اصطلاح بالکل جدید ہے۔مخطوطہ کے لکھنے والے کو خطاط اور اس کی تحریر کو خطاطی کہتے ہیں۔مخطوطہ کی اصطلاح اس وقت دنیائے عرب، افریقیائی ممالک، ترکی اور جنوبی ایشیا میں مروج ہے۔ایران، افغانستان اور وسطی ایشیائی

ممالک میں اس کے بجائے نسخہ خطی کی اصطلاح رائج ہے۔ ایران میں اس سے پہلے دست نویس کی اصطلاح رائج تھی۔ جنوبی ایشیا میں اس کے لئے قلمی یا خطی کتاب اور قلمی نسخہ وغیرہ کے مخصوص الفاظ بھی مستعمل رہے ہیں۔ دراصل ان ساری اصطلاحوں کا اطلاق طباعت کے آغاز کے بعد مطبوعہ کے مقابلے میں ہاتھ سے لکھی ہوئی کتابوں پر ہوتا ہے۔

مخطوطہ عربی زبان کا لفظ ہے۔ (۳) خط کے معنی لمبی لکیر، زمین پر پتلا رستہ، لکھا ہوا۔ (۴) نشان لگانا یا بالقلم لکھنا۔ (۵) تحریر و کتابت کرنا ہیں۔ (۶) اس سے مخطط، (۷) بنا یعنی لکیروں والا یا خط دار (۸) خطاط کاتب یا تحریر کرنے والے کو کہتے ہیں نسخہ خطی، کتابِ خطی، کتاب مخطوط (۹) یا مخطوطہ (۱۰) سے مراد وہ کتاب ہے جو قلم کے ذریعے ہاتھ سے لکھی گئی ہو، انگریزی زبان میں Scribe کا لفظ لکھنے والے کاتب یا منشی (۱۱) کے لئے اور Script تحریر کے لئے رائج ہے، اسی سے لفظ مینو اسکرپٹ (Manuscript) بنا یعنی انسانی تحریر جو مخطوطہ کے معنی میں رائج ہے، مولوی عبدالحق نے Manuscript کے معنی ''مسودہ، مبیضہ، قلمی نسخہ، دستاویز (۱۲) بیان کئے ہیں، قلم سے تحریر قلمی نسخہ ہے لیکن مسودہ اور مبیضہ میں فرق ہے، اسی طرح دستاویز انگریزی لفظ Document کا ترجمہ ہے۔

مسودہ کو فارسی میں ''نوشتہ'' کہا جاتا ہے، یعنی ''وہ تحریر جو پہلے سرسری طور پر لکھی جائے۔ (۱۳) تاکہ دوسری دفعہ خوبی اور صفائی سے لکھی جائے، گویا پہلی تحریر جس کو صاف نہیں کیا گیا مسودہ اور صاف کی ہوئی تحریر مبیضہ کہلاتی ہے۔ (۱۴) یہ مبیضہ ہی مخطوطہ ہے، صاف کی ہوئی تحریر اگر دستخط، فرمان یا حکم کی صورت میں ہے تو اسے دستاویز کہا جاتا ہے۔

علم کتب خانہ کی فرہنگ اصطلاحات میں بھی Manuscript کا ترجمہ مخطوطہ ہی کیا گیا ہے لیکن فی زمانہ ہاتھ سے تحریر کرنے کے بجائے چونکہ ٹائپ پر اصل نسخہ تیار کرنے کا بھی رواج ہو گیا ہے اس لئے محمود الحسن مخطوطہ کی تعریف اس طرح کرتے ہیں:

> اصل نسخہ جو ہاتھ سے لکھا گیا یا ٹائپ سے تیار کیا گیا ہو۔ (۱۵) مخطوطہ کے زمرے میں آئے گا۔

لیکن میخائل گورمن (Michael Gorman) کی تعریف تفصیلی ہے، انہوں نے:

ہاتھ کی تحریر، ٹائپ شدہ تحریر، پتھر اور مٹی کی تختیوں پر کندہ تحریر۔ (۱۶) کو بھی مخطوطہ لکھا ہے، تاہم پتھر اور مٹی کی تختیوں پر کندہ تحریر یا سکوں اور ظروف پر کندہ تصویر و تحریر کا آثار و نوادر میں شمار کیا جاتا ہے۔

اس بحث کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ قلم کے ذریعے ہاتھ سے خوش خط لکھا ہوا مبیضہ مخطوطہ ہے، اگر اس کی نقل قلم سے کی گئی تو وہ بھی مخطوطہ ہوگا۔ لیکن مشینی طریقوں مثلاً فوٹو یا فلم کے ذریعے عکس لیا گیا ہو تو اسے عکسی مخطوطہ کہا جائے گا۔ (۱۷)

ابتدائے اسلام میں مخطوطہ کیلئے مسودہ کی اصطلاح بھی منظر عام پر آئی جس کا مادہ سود بمعنی سیاہ ہے۔ چونکہ یہ کتابیں سیاہ روشنائی سے لکھی جاتی تھیں اس لئے یہ مسودہ کہلائیں اور ان کے لکھنے والے کو مسود کہا گیا۔ اسلامی ادب میں کتابی صورت میں مخطوطات کے علاوہ دستی تحریروں کو بالعموم دستاویزات کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ڈاکٹر ایم سلطانہ لکھتی ہیں کہ اگر کسی کتاب یا رپورٹ کا متن غیر مرتب شکل میں دستی تحریر ہو یا ٹائپ شدہ شکل میں ہو تو آج کل اسے اصطلاحاً ''مسودہ'' کہتے ہیں۔ (۱۸)

انگریزی زبان میں مخطوطہ کی متبادل اصطلاح (Manuscript) ہے جو دراصل لاطینی لفظ (Manuscriptus) سے ماخوذ ہے۔ یہ لاطینی الاصل لفظ Manu اور Scriptus دو لفظوں کا مرکب ہے جن کے معنی علی الترتیب ہاتھ (Hand) اور لکھا ہوا (to write) کے ہیں۔ ابتدا میں یہ لفظ دو علیحدہ الفاظ کی صورت میں چلتا رہا لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ دونوں الفاظ ایک لفظ کی صورت اختیار کر گئے۔ تاریخی طور پر یہ لفظ طباعت کی ایجاد کے بعد قلمی کتب اور مسودات کے لئے استعمال ہوا تھا۔ لاطینی لٹریچر میں اس کا وجود پندرہویں صدی عیسوی سے ملنے لگتا ہے۔ انگریزی لغات میں اس لفظ کے معنی ہاتھ کی تحریر مصنف کی مطبوعہ کتاب کی اصل یا نقل، اصل ٹائپ شدہ مسودہ، ہاتھ سے لکھی ہوئی قدیم کتاب یا دستاویز وغیرہ جو کسی ملک میں طباعت کے عمومی رواج سے پہلے کی تحریر ہو یا مصنف کی قدیم کتاب کی تحریر

شدہ نقل ہو۔

مخطوط نویسی کا ارتقاء:

یوں تو مخطوط نویسی کا آغاز اس وقت سے ہوا جب انسان لکھنے پڑھنے سے آشنا ہوا، مگر اسلام کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ علمی ترقی وتدوین کا آغاز قرآن مجید کی جمع تدوین اور تصحیف کے ساتھ ہوا۔ اسی کے زیر سایہ عہد بہ عہد علوم اسلامی اور ادب کا وسیع ذخیرہ مدون ہوا۔ مسلمان جہاں جہاں پہنچے مساجد اور ان کے ساتھ مدارس ومکتبات قائم کئے اور ہر محراب ومنبر میں تحقیق، تدوین، تصنیف وتالیف کا سلسلہ شروع ہوا جو گردش ایام اور نا مساعد حالات کے باوجود عہد طباعت تک جاری رہا۔ (۱۹) اس طرح بہت قلیل عرصہ میں تفسیر، حدیث، فقہ، کلام ومنطق، نحو وصَرف، تاریخ، شعر وادب اور دیگر علوم کا بہت بڑا ذخیرہ تحریری طور پر وجود میں آیا۔ مکہ، مدینہ، کوفہ، بصرہ اور بغداد علمی مراکز بنے البتہ امت اسلامیہ جب سیاسی ابتری اور اندرونی عدم استحکام کا شکار ہوئی تو علمی ترقی کو بھی زوال آیا اور علم کے مراکز غیر آباد، علماء بے بس اور کتب خانے بیرونی حملہ آوروں کا نشانہ بنے۔

جو غیر مسلم قومیں مسلمانوں پر غالب آئیں اور انہوں نے مسلمان حکومتوں اور علاقوں کو فتح کیا انہوں نے مسلمانوں کی دوسری املاک کو اتنا نقصان نہیں پہنچایا جتنا ان کے کتب خانوں کو پہنچایا۔ انہوں نے کتابوں کو انسان سے بھی زیادہ اہم سمجھا۔ آبادیوں کا قتل عام بعد میں کیا پہلے اسلامی کتب خانے لوٹے اور ان میں موجود ہزاروں قیمتی مخطوطات کو جو مختلف علوم وفنون پر مشتمل تھے جلایا یا دریا برد کیا۔ وہ جانتے تھے کہ مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کا سب سے موثر طریقہ یہی ہے کہ انہیں ان کی علمی اور ثقافتی میراث سے محروم کردیا جائے۔ پچھلی نسل نے علم اور فن کے میدان میں جو گراں قدر کام کیا ہے وہ آنے والی نسل تک نہ پہنچے۔

مغربی استعمار کے دور میں ہمارا بیشتر علمی سرمایہ یورپ کے کتب خانوں میں منتقل ہوگیا چنانچہ علامہ محمد اقبالؒ جب اعلیٰ تعلیم کے لئے یورپ تشریف لے گئے اور اپنے علمی ورثہ کو

یورپ کی لائبریریوں میں سجا دیکھا تو فرمایا:

حکومت کا کیا رونا کہ وہ اک عارضی شے تھی
نہیں دنیا کے آئین مسلم سے کوئی چارہ
وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آباء کی
جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارہ

بلاشبہ اہل یورپ نے ان علمی ماخذ کو محفوظ کیا بلکہ ان کی ایڈیٹنگ اور طبع ونشر کر کے ان کا احیاء بھی کیا، ممکن ہے یہ عمل ان کی علمی دوستی کا نتیجہ ہو مگر یہ بھی ممکن ہے کہ اس کے پس پردہ یہ مقاصد ہوں کہ مسلمانوں کا رابطہ اپنے ماضی سے منقطع ہو جائے، وہ اپنے آباء واجداد کی میراث سے دور رہیں اور ان کے حصول کے لئے انہیں اہل یورپ کا دست نگر ہونا پڑے نیز منتخب مخطوطوں کو Edit کر کے مسلمانوں پر اپنی علمی برتری کا اظہار بھی کریں۔(۲۰)

تحقیق مخطوطہ کے مراحل اور بنیادی اصول:

تحقیق کیا ہے؟ ذہین آدمی غور وفکر کا عادی ہوتا ہے، زندگی کے عام مسائل سے متعلق عموماً اور جن مسائل سے اسے دلچسپی ہوتی ہے ان سے متعلق خصوصاً وہ سوچتا رہتا ہے یا سوچنے پر مجبور ہوتا ہے، وہ فطرتاً ترقی پسند ہے اور اپنے حالات کو بدلنا یا بہتر بنانا چاہتا ہے، اس لئے اس کے دماغ میں نئے پہلو اور شکوک اس کے سامنے آتے ہیں، وہ ان مسائل کو حل کرنا یا شکوک کو دور کرنا یا یقین سے بدلنا چاہتا ہے، یہیں سے تحقیق کی ابتداء ہوتی ہے، منظم دماغ مسائل کو حل کرنے میں خوشی محسوس کرتا ہے اور اس وقت تک کوشش کرتا رہتا ہے، جب تک کہ وہ کسی نتیجہ پر نہ پہنچ جائے، اس کے لئے مشتبہ بات ایک جاندار سوال یعنی تلاش بن جاتی ہے اور جذبہ، تحقیق اسے مدعا کی جستجو پر آمادہ کرتا ہے تاکہ مبہم اور غیر معین بات واضح اور مستحکم ہو جائے۔(۲۱) موجودہ سائنسی دور میں انسان ہر بات کا بدیہی کا ثبوت بھی چاہتا ہے اور تحقیق یہ ثبوت مہیا کرتی ہے، اسی لئے گرافورڈ نے تحقیق کی تعریف کے سلسلے میں کہا ہے کہ اس کی ابتدا کسی مسئلے سے ہوتی ہے، پھر وہ مواد جمع کرتی ہے، اس کا تنقیدی تجزیہ کرتی ہے اور

صحیح شہادت کی بنا پر کسی نتیجہ پر پہنچتی ہے۔(۲۲)

وبسٹر کے لغت میں تحقیق (Research) کے یہ معنی بتائے گئے ہیں: محتاط یا سرگرم تلاش، گہری جستجو۔ انہاک کے ساتھ جستجو یا چھان سیر حاصل تفتیش یا جستجو، جس کا مقصد حقائق کا انکشاف اوران کی صحیح تادلیل اور پھر نئے حقائق کے انکشاف کی روشنی میں نتائج، نظریات یا قوانین پر نظر ثانی کرنا یا نئے یا نظر ثانی کئے ہوئے نتائج کا عملی استعمال وغیرہ، پھر کسی شخصیت یا مضمون یا اسی قبیل کی کسی دوسری چیز سے متعلق مخصوص چھان بین جس کے ذریعہ چھان بین کرنے والا اپنا انکشاف پیش کرے۔(۲۳)

آکسفورڈ ڈکشنری نے تحقیق کے یہ معنی لئے ہیں:

> کسی مخصوص چیز یا شخص سے متعلق گہری یا محتاط تلاش کا عمل، کسی حقیقت کے انکشاف کی غرض سے محتاط غور وفکر یا کسی مضمون کے مطالعہ کے ذریعے تلاش یا چھان بین، ناقدانہ یا سائنسی سلسلہ تلاش، کسی مضمون کی چھان بین یا مطالعہ، دوسری بار یا بار بار کی تلاش۔(۲۴)

تحقیق حقائق کی تلاش ہے اس لئے آلمک کے قول کے مطابق ہر قسم کی تفتیش یا چھان بین کو جو بنیادی ذرائع سے کی گئی ہو، تحقیق کہا جا سکتا ہے۔(۲۵)

لیکن محض مواد جمع کر لینا یا اسے ترتیب دے دینا تحقیق نہیں ہے، اسی طرح کسی حقیقت کا پتہ لگا لینا تحقیق نہیں ہے، بلکہ اس کے اثرات کا کھوج لگانا ضروری ہے، کیونکہ تحقیق نشو ونما کا مظہر ہے اوراس کا ماحصل ارتقاء ہے۔(۲۶) شکاگو یونیورسٹی کے ایک سابق چانسلر R.M Hutchins نے صحیح کہا تھا کہ ایسی تحقیق کے لئے جس کا مقصد صرف مواد جمع کرنا ہے، یونیورسٹی میں کوئی جگہ نہیں ہے وہ تحقیق جو تجربی مواد جمع اور استعمال کر کے ہو اور جس کے ذریعہ اصولوں کی نشو ونما، وسعت اور بہتری ہو، یونیورسٹی کی بہترین سرگرمیوں میں داخل ہے اوراس میں یونیورسٹی کے تمام اساتذہ کو مشغول رہنا چاہئے۔(۲۷)

ان مختلف جامع تعریفوں کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کا تحقیق، مقصد (۱) نامعلوم

حقائق کی تلاش اور (۲) معلوم حقائق کی توسیع یا ان کی خامیوں کی تصحیح ہے، ان دونوں کا نتیجہ حدود علم کی توسیع ہے اور حدود مسلم کی توسیع انسانی ترقی کا باعث ہے، اسی لئے کیلی کی رائے میں تحقیق سب سے مشکل کام ہے جسے سماج نے دوسری تمام سرگرمیوں سے ممیز کیا ہے اور جس میں صرف چند لوگ مشغول رہتے ہیں۔ وہ کسی نئے انکشاف کو جنگ میں مارے جانے یا مذہب کے لئے زندگی وقف کردینے پر ترجیح دیتے ہیں۔ (۲۸)

مخطوطات کی تحقیق وتدوین متن (Editing) کا مقصد:

تحقیق وتدوین متن کا مقصد اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہ دستیاب شدہ ''متن'' کو اصولِ تحقیق وتنقید کے مطابق جانچ کر ہم اس طرح ترتیب دیں جو مصنف کے منشا کے عین مطابق ہو اور اس کی روح متن کا ترجمان ہو، اور اس کی عبارت میں خفیف سے خفیف نقص کا امکان باقی نہ رہے۔

تدوین وترتیب متن دراصل ''تحقیق'' ہی کا ایک حصہ ہے، لیکن دونوں کے حدود کار میں خاصا فرق ہے اور دونوں کے دائرہ کار الگ الگ ہیں، کوئی ضروری نہیں کہ ایک اچھا محقق ایک ماہر مدون بھی ثابت ہو، یعنی اگر وہ تحقیق کے میدان میں بہتر طریقے سے حالات و واقعات اور ذاتی مشاہدات کی روشنی میں کوئی تحقیقی کام انجام دے سکتا ہے تو بہتر طریقے سے کسی کتاب کی تدوین بھی کرسکتا ہو؟

> اگر ایک شخص صحیح طریقے سے حقائق کا کھوج لگانے، مناسب انداز سے واقعات کو ترتیب دینے اور خالص منطقی ڈھنگ سے نتائج نکالنے کی صلاحیت رکھتا ہے، تو اس سے یہ لازم نہیں آتا ہے وہ متن کو بھی پورے آداب کے ساتھ مرتب کرسکتا ہے، اس سے اس کی تحقیقی صلاحیت پر حرف بھی نہیں آتا، تحقیقی کام کرنے والے کے لئے یہ لازم نہیں کہ وہ ترتیب متن پر بھی اسی طرح دسترس رکھتا ہو، البتہ تدوین کا کام کرنے والے کے لئے یہ ضروری ہے، کہ اس کو آدابِ تحقیق سے بھی اسی قدر

واقفیت ہواور لگاؤ بھی ہو، اس کے بغیر، تدوین کے تقاضوں کو پورا نہیں کیا جاسکتا۔

تدوین متن میں قلمی نسخوں اور مخطوطوں کو ایک خاص اصول کے تحت ترتیب دیا جاتا ہے جس کے لئے خاصی جانکاہی کی ضرورت پڑتی ہے۔

آج سے چند صدیوں پہلے جب طباعت کا ابھی رواج نہ ہوا تھا اور تحریری نقوش صرف ہاتھ کی نگارشات پر موقوف تھیں تو کسی تحریر کی ایک سے زیادہ کاپی کرنا نہایت ہی مشکل مسئلہ تھا جبکہ آج انتہائی سہل اور آسان ہے، ہے، حقیقت یہ ہے کہ انسان نے بتدریج ترقی کی منزلیں طے کیں، اگر اس کی حالیہ زندگی ماضی کے دھندلے نقوش سے یکسر نا آشنا ہوتی تو یہ جو آج سائنسی تبرکات کے باعث حسین وجمیل اور پر رونق ہے، کھنڈر نظر آتی، ہندوستان کی تاریخی، معاشرتی، تہذیبی اور اخلاقی زندگیوں میں مسلمان سلاطین اور حکمرانوں کے آئین و آداب اور فنون لطیفہ نے جتنے زیادہ گہرے نقوش چھوڑے ہیں، سچ یہ ہے کہ آج کے ہندوستان کی ساری ترقیوں کا منبع اور سرچشمہ یہی باقیات الصالحات ہیں، ان ہی خطوط اور اسا طیر پر قدم زن ہوکر ہمارے ملک اور یہاں کے باشندوں نے اتنی ساری ترقیاں کیں اور مختلف النوع ترقیوں کے لئے شاہراہیں متعین کیں، یہاں کی گذشتہ ہزار سالہ تاریخ وثقافت کا آئینہ دار وہی علمی ذخیرے اور علوم وفنون کی کتابیں ہیں جو ان زمانوں میں لکھی گئیں اور جن کے قلمی نسخے سینکڑوں ہزاروں کی تعداد میں آج بھی موجود ہیں، ان قلمی مخطوطات کا بڑا حصہ آج بھی تدوین وترتیب کا محتاج ہے۔

مختصر یہ کہ تحقیق کے اس شعبے میں کتب خانوں میں محفوظ قلمی نسخے مدزین وترتیب دیئے جاتے ہیں تاکہ ان میں دفن شدہ مختلف علمی خزانوں سے ہم فیض یاب ہوسکیں۔

مخطوطات کی قسمیں:

قلمی نسخہ یا متن کتاب کو عام طور پر تین درجوں میں تقسیم کیا جاتا ہے، جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا نسخہ یا اس کا دستخط کردہ یا اصلاح یافتہ۔
۲۔ اس کی زندگی کے بعد کے نسخے جو اس کے نسخوں سے نقل کئے گئے ہوں۔
۳۔ مذکورہ دونوں قسم کے نسخوں کے نقلوں کی نقلیں۔

مدونِ کتاب یعنی ریسرچ اسکالر کے نزدیک تیسرا نسخہ زیادہ تر پریشانیوں کا سبب بنتا ہے، تحقیق وتصحیح متن کے دوران جو دقتیں اور پریشانیاں پیش آتی ہیں، اسی تیسرے نسخے کے دوران آتی ہیں، یہ نسخہ چونکہ نقل در نقل کی منزلوں سے گزر کر آتا ہے، اور مختلف کاتبوں کے ہاتھوں مختلف زمانوں میں لکھا جاتا ہے، اس لئے اس میں غلطیوں کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں، برخلاف اس کے پہلے اور دوسرے قسم کے نسخوں کی تدوین میں محقق متن کے لئے زیادہ پریشانیاں نہیں ہوتیں، کیونکہ اس میں غلطیاں نسبتاً کم ہوتی ہیں، پھر یہ کہ اس کا تعلق براہِ راست مصنف کے نسخہ یا اس کی نقل سے ہوتا ہے، یہاں یہ بات ذہن نشیں رہنی چاہئے کہ مصنف کے نسخہ (مصنف کے ہاتھ کا لکھا نسخہ، اس کا دستخط کردہ یا اصلاح یافتہ) کی موجودگی میں کوئی دوسرا نسخہ قابل وثوق نہ ہوگا، وہی نسخہ بنیادی نسخہ بنایا جائے گا اور متن کی صحت کا ضامن ہوگا۔(۲۹)

مخطوطات ومطبوعات کی تحقیق کے جدا جدا اصول:

واضح ہو کہ مخطوطات اور مطبوعات کی تدوین کے اصول مختلف ہوتے ہیں، جن زبانوں میں کتابیں ٹائپ میں چھاپی جاتی ہیں، وہاں دونوں کا طریق کار بہت مختلف ہوتا ہے۔ ٹائپ میں کمپوزر حروف کو جوڑتا ہے جس میں غلطی کی گنجائش کم رہتی ہے۔ کتابت کا معاملہ بالکل مختلف ہے، وہاں مصنف اور قاری کے بیچ ایک اور شخص کے قلم کی کارفرمائی (خامہ فرسائی) مخل ہوتی ہے۔ مطبوعات کے مختلف ایڈیشن ایک دوسرے پر مبنی ہوتے ہیں۔ جس قلمی یا مطبوعہ نسخے سے بعد کی نقل تیار کی جائے اسے انگریزی میں Exemplar (ماخذی نسخہ) کہتے ہیں۔ مصنف کے ہاتھ کے لکھے ہوئے نیز اس کے ہاتھ کے ٹائپ کئے ہوئے نسخے کو Autograph (دستخطی نسخہ) کہتے ہیں۔ جو صاف نسخہ تیار کر کے طباعت کے

لئے دیا جاتا ہے اسے Copy Text کہتے ہیں۔ قلمی نسخے کا ماخذی نسخہ اور آخری الذکر کے بھی اوپر کا ماخذی نسخہ بہت کچھ مختلف ہو سکتے ہیں جب کہ مطبوعہ ایڈیشنوں میں ایسا کم ہوتا ہے۔

کاترے نے لکھا ہے کہ تدوین متن کے عمل کو دو بڑے حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

ا۔ مختلف متون کی تنقید (Recension)، ۲۔ تصحیح (Emendation) یعنی جو کچھ تحریری شکل میں دستیاب ہے اس میں کچھ اگر صریحاً غلط ہے تو اس کی تصحیح، بعد میں کاترے نے بڑھا کر علمی تدوین کے چار مرحلے قرار دیئے۔

ا۔ Heuristics یعنی مختلف ماخذ سے مواد کی تلاش

۲۔ Recension یعنی مختلف نسخوں کی تنقید کر کے قابل اعتماد مخطوطات کا انتخاب۔

۳۔ Emendation یعنی مختلف مخطوطات، جہاں مصنف کے اصل لفظ کو فراہم نہیں کر سکتے۔ وہاں تصحیح کے ذریعے بازیافت۔

۴۔ Higher Criticism یعنی اعلیٰ تنقید۔ اس میں مصنف کے ماخذ وغیرہ کو دریافت کیا جاتا ہے۔

آخر الذکر تدوین متن کا جزو نہیں بلکہ عام ابدی تحقیق کے تحت آتی ہے، ہم اسے فی الحال نظر انداز کر سکتے ہیں۔ دوسری اور تیسری منزل بھی دراصل ایک ہی ہیں۔ نسخوں میں سے انتخاب کر کے متن تیار کرنے کے لئے تصحیح کا عمل دخل بھی ساتھ ساتھ چلے گا۔ اس سے بہتر یہ ہے کہ محض متن کی حد تک تین منزلیں قرار دی جائیں۔

ا۔ مواد تلاش کرنا۔

۲۔ مختلف نسخوں کے اندراجات کا موازنہ (Collation)

۳۔ مختلف اندراجات میں سے چن چن کر تنقیدی متن تیار کرنا۔ انگریزی میں اسے Critical recension یا Definitive Text کہتے ہیں۔ (۳۰)

مخطوطہ کا انتخاب:

محقق اپنی تحقیق کے لئے ایسی کتاب کا انتخاب کرے جس کے موضوع سے اس کو

مناسبت ہو ورنہ یقینی طور پر وہ تحقیق کا حق ادا نہ کر پائے گا نیز اپنی توانائیاں ایسی کتاب کی تحقیق پر صرف کرے جو اس سے قبل کبھی نہ شائع ہوئی ہو بہ نسبت اس کتاب کے جو پہلے شائع ہو چکی ہو البتہ جو کتب غیر محقق شائع ہوئی ہوں یا کسی ایسے مخطوطہ کی مدد سے شائع ہوئی ہوں جو صحت کے اعتبار سے اعلیٰ درجہ کا نہ ہو اور اس کی اشاعت کے بعد کچھ مزید نسخے دریافت ہو چکے ہوں جو صحت کے اعتبار سے زیادہ بہتر ہوں تو ان کی مزید تحقیق کی جاسکتی ہے کیونکہ بعض اوقات یہ امر بھی مشاہدے میں آتا ہے کہ کسی مخطوطہ کا ایک غیر محقق (Un-edited) نسخہ طبع ہو گیا ہے اور چھاپنے والے کو مخطوطہ کے دیگر نسخے دستیاب نہیں ہوئے تھے یا وہ اپنے آپ کو تحقیق کی مشقت سے دور رکھنا چاہتا تھا۔ اس صورت میں غیر محقق مطبوعہ نسخہ کو بھی مخطوطہ کے دیگر نسخوں کے ساتھ استعمال میں لایا جائے اور غیر محقق مطبوعہ نسخہ کی وجہ سے عمل تحقیق ترک نہ کیا جائے بلکہ مخطوطہ کی اپنی اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے تحقیقی کام سرانجام دیا جائے۔ کتاب کا مطبوعہ نسخہ صرف عبارات کی تصحیح میں معاون ثابت ہوسکتا ہے جبکہ تحقیق میں صحت عبارت کے علاوہ اور بھی بہت سے امور مکمل کئے جاتے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ دیگر غیر مطبوعہ نسخوں کی مدد سے مطبوعہ نسخہ میں عیوب و نقائص معلوم ہوں جنہیں فاضل محقق دیگر نسخوں کی مدد سے دور کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ ایسی خدمت محقق کی جانب سے قارئین کے لئے ایک بیش بہا اضافہ تصور کی جائے گی۔

مخطوطہ کا حصول:

تحقیق کے لئے کسی مخطوطہ کا انتخاب کرتے وقت یہ امر بھی معلوم کرلیا جائے کہ جس مخطوطہ کی تحقیق کا بیڑا اٹھایا جا رہا ہے اس کے کتنے قلمی نسخے عالمی ذخیرہ ہائے مخطوطات میں محفوظ ہیں؟ اور کیا ان نسخوں کا حصول یا ان تک رسائی ممکن ہے؟ بصورت دیگر واحد نسخہ پر انحصار کرنا پڑے گا جو عموماً مطلوبہ تحقیقی نتائج فراہم نہیں کرتا۔ متعدد نسخوں کی تلاش کئی طریقوں سے ممکن ہے سب سے پہلے منتخب مخطوطہ کے مصنف کا علاقہ اور زمانہ متعین کیا جائے بعد ازاں اس کے اکابر اساتذہ اور نامور تلامذہ کی فہرست مرتب کی جائے۔ ان کے اپنے علمی اداروں

اور خاندانوں کے نجی کتب خانوں یا پیر و مرشد کی خانقاہوں میں مطلوبہ مخطوطہ کے دیگر نسخے تلاش کیے جاسکتے ہیں۔

اہل علم نے مسلمان اکابر اور علماء کے احوال حیات ، ان کی تصانیف اور علمی کارناموں کو محفوظ کرنے کے لئے انفرادی اور اجتماعی سوانح عمریاں ترتیب دی ہیں اس لئے کسی مخطوطہ کے مصنف کے احوال معلوم کے مصنف کی تصانیف سے آگاہی حاصل کی جاسکتی ہے اور ان کی کتب کے مطبوعہ ہونے یا ان کے مخطوطات کے متعدد نسخوں کی دستیابی کے بارے میں مصدقہ اور وسیع تر معلومات حاصل کرنے کے لئے سوانح ، تذکرے اور تراجم کی کتابوں سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔اگر زیر تحقیق مخطوطہ کا فن معلوم ہو جائے تو اس فن کی تاریخ پر لکھی گئی کتابیں بھی مددگار ثابت ہوتی ہیں اور ان کتب سے مطلوبہ مصنف کے حالات زندگی اور ان کی تصانیف اور مخطوطات کے متعدد نسخوں اور ان کی دستیابی کے لئے رہنمائی مل سکتی ہے۔

''احیاء التراث العلمی'' کے لئے قائم شدہ اداروں ، دیگر علمی اداروں ، ماہرین مخطوطات، بڑے کتب خانوں، انفرادی کتب خانوں اور ماہر افراد سے بھی مدد لی جاسکتی ہے۔ یہ سب اہم خدمت انجام دے رہے ہیں اور وہ خدمت یہ ہے کہ انہوں نے مختلف ذخیرہ ہائے کتب کے مخطوطات کی مکمل فہارس تیار کردی ہیں۔ یہ فہرستیں عام طور پر فن وار ترتیب دی جاتی ہیں اور ہر فن کے تحت کتب کے ناموں کا اندراج الف بائی (ابجدی) ترتیب سے ہوتا ہے اور ہر کتاب کے بارے میں تفاصیل درج ہوتی ہیں ۔ یہ تفاصیل عام طور پر مصنف کا نام اور زمانہ، مخطوطہ کا سن تصنیف یا نقل ، کاتب کا نام ،نسخہ کی موجودگی کی جگہ ،نسخہ کی حالت ، اس کے مکمل یا نامکمل ہونے کی اطلاع ، مخطوطہ کا رسم الخط ، فی صفحہ سطور اور نسخہ کا سائز وغیرہ ظاہر کرتی ہیں اور مخطوطہ کی مکمل نشاندہی کے لئے اس کی ابتداء اور انتہاء سے عبارات بھی نقل کی جاتی ہیں نیز مخطوطہ کا لائبریری نمبر بھی درج ہوتا ہے۔

مخطوطہ کی تلاش کا طریقہ:

پاکستان میں پائے جانے والے مخطوطات کی پاکستان میں تیار شدہ فہرست سے بھی مدد لی جاسکتی ہے۔ چنانچہ قومی عجائب گھر کراچی، جامعہ کراچی، جامعہ ہمدرد کراچی، ادارہ برائے مطالعہ سندھیالوجی حیدرآباد، کتب خانہ پیر جھنڈو، سنٹرل لائبریری بہاولپور، جامعہ پنجاب لاہور، دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری لاہور، پنجاب پبلک لائبریری لاہور، دارالسلام لائبریری لاہور، ادارہ تحقیقات اسلامی کا کتب خانہ، کتب خانہ اسلامیہ کالج پشاور جیسے بڑے بڑے کتب خانوں اور بعض معروف دینی مدارس کے کتب خانوں کی فہارس مخطوطات شائع ہوچکی ہیں۔ اسی طرح مرکز تحقیقات فارسی، ایران و پاکستان کے ''کتب خانہ داتا گنج بخش'' کے مخطوطات کی فہرستیں کئی جلدوں میں چھپ چکی ہیں۔ جن میں عربی، فارسی، اردو، پنجابی، پشتو اور دیگر علاقائی زبانوں کے مخطوطات شامل ہیں۔

مخطوطات کے تحفظ و بقا اور انہیں تحقیق کے بعد طبع کرنے پر عرب دنیا میں خاص توجہ دی جارہی ہے۔ اس سلسلے میں مراکش، الجزائر، کویت، شام، عراق، یمن، اردن، مصر، ترکی اور سعودی عرب میں متعدد تنظیمیں اور ادارے سرگرم عمل ہیں۔ ان اداروں کے پاس بھی عالمی فہارس مخطوطات اور اپنے اپنے ممالک میں موجود مخطوطات کی فہرستیں موجود ہیں۔ یہ ادارے نہ صرف مخطوطات کے بارے میں معلومات فراہم کرتے ہیں بلکہ مخطوطات کی نقول کے حصول میں بھی مدد دیتے ہیں اور ایسے افراد اور اداروں سے تعاون کرتے ہیں جو ''احیاء التراث'' کے میدان میں کام کرتے ہیں۔ **مجلہ معهد المخطوطات العربیہ** کے نام سے ایک ماہنامہ عربی زبان میں کویت سے شائع ہوتا ہے جو مخطوطات کے مختلف پہلوؤں اور موضوعات پر مشتمل ہوتا ہے اس کا مطالعہ بھی اس ضمن میں مفید ثابت ہوگا اور سعودی عرب میں قائم **"موسسة الملک فیصل الخیری"** ریاض بھی مخطوطات کی نقول فراہم کرنے کے لئے محققین کی مدد کرتا ہے۔ یہ اور اس طرح کے دیگر ذرائع بروئے کار لانے سے مطلوبہ مخطوطہ کے متعدد نسخے تلاش کئے جاسکتے ہیں۔

درج ذیل کتب بھی مخطوطات کے بارے میں اہم معلومات فراہم کرسکتی ہیں:

۱۔ کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون: حاجی خلیفۃ، ۲۔ ھدیۃ العارفین: بغدادی، ۳۔ تاریخ الادب العربی: بروکلمان، ۴۔ تاریخ ادب اللغۃ العربیۃ: جرجی زیدان، ۵۔ الفہرست: ابن الندیم، ۶۔ کتاب فواد سرکیس، ۷۔ نوادر المخطوطات: عبدالسلام ہارون، ۸۔ معجم المطبوعات العربیۃ۔

خط وتحریر کی شناخت کے اصول:

تحریر کی شناخت کا بنیادی اصول یہ ہے کہ ہر شخص کی تحریر میں کچھ ذاتی اور منفرد خصوصیات ہوتی ہیں خصوصیات کا یہ اختلاف حسب ذیل عناصر کے اختلاف سے وجود میں آتا ہے۔

۱۔ بوقت تحریر ہر تحریر کنندہ کا انداز نشست

۲۔ قلم پکڑنے کا طریقہ

۳۔ قلم کی جنبش پر قابو کی حد

۴۔ ذہنی صلاحیت

۵۔ عضلاتی ساخت

۶۔ تحریر کنندہ کس قدر کثرت یا قلت سے لکھنے کا عادی ہے۔

۷۔ تحریر کنندہ کی بود وباش اور اس کے گرد وپیش کے لوگ کس قدر زیادہ یا کم لکھتے ہیں۔

۸۔ بینائی کی کیفیت

۹۔ تحریر کنندہ کس قدر زیادہ تعلیم یافتہ ہے۔

۱۰۔ الفاظ کا سائز اوران کا جھکاؤ، ان کا سیدھا پن یا ٹیڑھا پن۔

۱۱۔ الفاظ کا باہمی تناسب اور ایک دوسرے سے فاصلہ

۱۲۔ قلم جس سے تحریر لکھی گئی اور نب جو قلم میں استعمال ہوئی ہو۔

کوئی شخص جب مسلسل ایک ہی انداز سے لکھتا رہتا ہے تو وہ انداز اس کی لاشعوری عادت بن جاتی ہے، ایسا شخص ہمیشہ اسی انداز سے لکھے گا، اگر وہ کوئی جعلی دستاویز بنانے کے لئے اپنی تحریر کو بدلنے کی کوشش کرے تو اس کی شعوری کوشش بعض الفاظ کے اندازِ تحریر کو بدلتی ہے، جبکہ لاشعوری طور پر بعض الفاظ کو اپنے مخصوص انداز سے لکھتا ہے، بلکہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ ایک ہی لفظ کو شعوری کوشش سے جس طرح لکھتا ہے، اسی لفظ کو بعد میں لاشعوری طور پر اپنے مخصوص انداز میں لکھ دیتا ہے، ایک ہی تحریر میں مختلف الفاظ کا مختلف اندازِ تحریر جعل سازی کے راز کو فاش کر دیتا ہے۔

تحریر کا عمومی مطالعہ:

کسی تحریر کے صحیح یا جعلی ہونے کے بارے میں تحقیق کرتے ہوئے حسب ذیل امور اور نکات کا عمومی مطالعہ کیا جانا چاہئے۔

الف، لکھنے کا آلہ: قلم کی قسم مثلاً فاونٹن قلم، بال پوائنٹ قلم، فولادی نب والا قلم، پنسل وغیرہ قلم کی نوک پتلی ہے یا موٹی، سخت ہے یا نرم۔

ب، الفاظ اور سطروں کی ترتیب: الفاظ اور سطروں کی ترتیب کے سلسلے میں حسب ذیل نکات کی چھان بین ضروری ہے:

۱۔ سرنامہ، تمہید اور اختتام کی ترتیب اور ان کا آپس میں اور درمیانی تحریر سے تعلق۔

۲۔ صفحہ کے اوپر نیچے، دائیں اور بائیں جانب حاشیہ کی موجودگی اور عدم موجودگی اور ان حاشیوں کی یکسانیت۔

۳۔ پیراجات کی کثرت یا ان کی عدم موجودگی اور پیرے کے شروع میں خالی جگہ کا فاصلہ۔

۴۔ دستخط کی پوزیشن اور اس کا اوپر والی تحریر سے تعلق۔

۵۔ لفافہ پر پتہ تحریر کرنے کا انداز اور اس کا اصلی مقام۔

۶۔ حروف، الفاظ اور تحریری لکیروں کا آپس میں فاصلہ کم ہے یا زیادہ، یکساں ہے یا نہیں۔

۷۔ تحریری لکیر سیدھی ہے، نیچے کی جانب جاتی ہے یا اوپر کی جانب، یا غیر متوازن ہے۔

ج، زبان کا تجزیہ: تحریر کی زبان کے بارے میں عمومی تجزیہ کرتے ہوئے حسب ذیل نکات کو پیش نظر رکھا جانا چاہئے:

۱۔ الفاظ، اسم صفت وغیرہ کا انتخاب۔

۲۔ الفاظ اور فقروں کا تسلسل۔

۳۔ انداز تحریر، جملے چھوٹے ہیں یا لمبے، سادہ ہیں یا شاعرانہ قسم کے ہیں یا روزمرہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

۴۔ اظہار خیال بالواسطہ ہے یا بلا واسطہ۔

۵۔ لہجے، رموز اوقاف کا استعمال، فعل کا زمانہ، فعل معروف استعمال ہوا ہے یا مجہول۔

۶۔ فروگذاشت، تکرار اور غلطیاں۔

د، مجموعی طور پر تحریر کا عمومی مطالعہ کرتے ہوئے درج ذیل نکات پیش نظر رکھے جائیں گے۔

۱۔ تحریر کی ظاہری حالت اور تصویری اثر

۲۔ حروف، تہجی اور ہندسوں کی اشکال مروجہ طریقہ پر بنائی گئی ہیں یا غیر معمولی طریقہ پر۔

۳۔ تیکھا پن یا زاویہ داری

۴۔ ہندسوں اور حروف کا سائز

۵۔ جھکاؤ یا ترچھا پن دائیں طرف ہے یا بائیں طرف یا سیدھا ہے۔

۶۔ رفتار اور مہارت، مصوری کی کیفیت اور کیفیت خط وغیرہ۔

تحریر کا خصوصی مطالعہ:

تحریر کے خصوصی مطالعہ میں اس کی گہری نظر سے اور الفاظ کی فرداً فرداً چھان بین

کی جانی چاہیے۔

۱۔ حروف کا آپس میں تناسب، ایک ہی حروف کے حصوں کا آپس میں تناسب۔

۲۔ قلم کا دباؤ یا شیڈنگ اور اس کا محل وقوع، مثلاً نیچے جانے والی جنبش قلم پر دباؤ، یا لیٹواں جنبش قلم پر، وتری جنبش قلم پر دباؤ ہے یا منحنی جنبش قلم پر، شیڈنگ زیادہ وزنی ہے یا کم، اس کی شکل اور کثرت یا قلت سے موجودگی۔

۳۔ قلم کی اٹھان، عام عادت کن حروف سے پہلے اور کن حروف کے بعد۔

۴۔ حروف کا آپس میں ملاپ۔

۵۔ حروف کا اختصار اور تزئین۔

۶۔ مٹائے ہوئے حروف کی موجودگی یا عدم موجودگی، یہ حروف کیمیائی طریقے پر مٹائے گئے یا میکانکی طریقے پر مٹائے گئے۔

۷۔ نوٹ پلک کی درستی

۸۔ تحریر پر تحریر

۹۔ لرزش، اس کا محل وقوع اور نوعیت، کیا یہ مہارت کی کمی کی وجہ سے ہے یا تامل اور تذبذب کی وجہ سے، مثلاً کسی تحریر کی نقل کرتے وقت عموماً تامل اور تذبذب کی موجودگی کی وجہ سے قلم میں لرزش ہوتی ہے۔

۱۰۔ جنبش قلم کے آغاز اور انجام کی کیفیت اور اس کا تسلسل۔

۱۱۔ کاغذ کے دوسرے رخ پر تحریر کا ابھار یا اثر

۱۲۔ دستاویز کی شکن پر تحریر کا انداز۔

۱۳۔ لاکھ اور ربڑ کی مہروں کی چھان بین۔ (۳۱)

تحقیق کا طریقہ کار:

جب ایک مخطوطہ کے متعدد نسخے میسر ہوں، تو ان میں سے نسخہ مصنف، قدیم ترین نسخہ یا کامل ترین نسخہ کو ''اساسی نسخہ'' قرار دے کر تحقیق کا کام شروع کیا جائے اور ''اساسی نسخہ''

سے پہلی بار کتاب کی پوری عبارت نقل کرلی جائے۔ "اساسی نسخہ" میں جو نقائص یا عبارت پڑھنے میں جو مشکلات درپیش ہوں ان کی نشاندہی مناسب طریقے سے کرلی جائے، تاکہ بعد میں ان کی تصحیح یا تکمیل دیگر مراجع یا نسخوں کی مدد سے ممکن ہوسکے۔

اساسی نسخہ، کے علاوہ دیگر نسخوں کو استعمال کرنے اور حاشیہ وغیرہ میں ان کا حوالہ تحریر کرنے کے لئے اہل علم کے ہاں متعدد طریقے رائج ہیں، چند مروجہ طریقے درج ذیل ہیں۔

۱۔ نسخوں کو زمانی ترتیب کے مطابق ایک، دو، تین چار، کے نمبر دیئے جاتے ہیں اور حاشیہ میں اختلاف عبارات نقل کرتے وقت اغلاط کی تصحیح یا بیاضوں کی تکمیل کے وقت حاشیہ میں حوالہ دیا جاتا ہے، جس کی نشان دہی اس طرح کی جائے نسخہ نمبر ا میں ہے یا نسخہ نمبر ۲ یہ الفاظ یا عبارت اس طرح تحریر ہے۔

۲۔ متعدد نسخوں کو ان کے مقامات کے حوالے سے پہچانا جاتا ہے، جہاں وہ اصل شکل میں موجود ہیں، جیسے نسخہ لاہور، نسخہ کلکتہ اور نسخہ بٹالہ وغیرہ اور متعلقہ نسخہ کا حوالہ ضبط کرتے وقت شہر کے نام سے مخففات استعمال کئے جاتے ہیں جیسے نسخہ لاہور کے لئے نسخہ لام یا صرف لام، نسخہ کلکتہ کے لئے "ک" اور نسخہ بٹالہ کے لئے "ب" وغیرہ۔

۳۔ بعض محققین نسخوں کو ان کے کاتبوں کے نام سے ممیز کرتے ہیں اور حوالہ دیتے وقت نسخہ جلال یا نسخہ بغدادی یا نسخہ قلندری وغیرہ تحریر کرتے ہیں اور ان میں فرق و امتیاز ملحوظ رکھتے ہیں۔

یہ سبھی طریقے علمی ہیں اور محققین کے ہاں استعمال ہوتے ہیں اس لئے محقق ان میں سے کوئی ایک طریقہ اختیار کرسکتا ہے، یا ان طریقوں میں اضافہ کرتے ہوئے مخطوطے کو ان کے اہل کتاب خانہ کی طرف بھی منسوب کیا جاسکتا ہے، جیسے نسخہ خدا بخش لائبریری، نسخہ جامعہ پنجاب اور نسخہ پیر جھنڈو وغیرہ۔

یہ بات مدنظر رہے کہ وہی متن زیادہ صحیح، قابل اعتماد اور حقیقت پر مبنی ہوتا ہے جو متعدد

نسخوں کی مدد سے مرتب کیا جائے، بصورت دیگر تحقیق کا کام کم تر درجہ کا حامل ہوگا۔ (۳۲)

یہ بات ذہن نشین رہے کہ مخطوطہ اور اس کی عبارات تو مصنف کی امانت ہیں ان میں کسی قسم کا ردو بدل نہیں کیا جاسکتا، ہاں البتہ اگر کسی غلطی کی نشاندہی کرنی ہو یا اپنا موقوف ذکر کرنا ہو تو اس کے لئے حواشی اور تعلیقات سے کام لیجئے متن کتاب میں کوئی تبدیلی نہ کریں۔

آیات قرآن کریم کا حکم اس سے مختلف ہے اگر ان کے نقل میں مصنف نے تساہل سے کام لیا ہے اور آیات کو پوری توجہ کے ساتھ نہیں لکھا ہے تو اس سے تسامح نہیں کیا جائے گا بلکہ نصِ قرآنی کو ٹھیک ٹھیک مصحف کے مطابق نقل کیا جائے گا۔ جہاں تک احادیث نبویہ کا تعلق ہے تو اس میں بھی ضروری ہے کہ احادیث کی تخریج کر کے صحت متن کا تیقن کیا جائے اور اگر کچھ تفاوت محسوس ہو تو احادیث میں تعدد روایات کے پیش نظر متن میں تو کوئی تبدیلی نہ کی جائے بشرطیکہ یہ یقین ہو کہ مصنف نے اسی طرح لکھا تھا، البتہ حاشیہ میں صحیح روایات اور الفاظ حدیث بیان کر دینا چاہئے۔

اسی طرح ضرب الامثال اور اشعار کا حکم ہے کہ اصل مراجع سے رجوع کر کے تحقیق کی جائے، البتہ مصنف کی ذکر کردہ روایت کا بھی احترام کیا جائے اور متن میں اس کو برقرار رکھا جائے، خاص کر اس صورت میں جب کہ مصنف اپنی ذکر کردہ روایت سے کوئی حکم مستنبط کر رہے ہوں۔ (۳۳)

محقق کے لئے جدید علامات واختصارات کا استعمال

محقق کو دوران تحقیق جو جدید رموزِ اوقاف استعمال کرنے پڑتے ہیں ان میں فل اسٹاپ، کامہ، بڑی بریکٹ، چھوٹی بریکٹ، سوالیہ نشان، تعجب کی علامت، قوسین وغیرہ شامل ہیں۔ ان علامات کے استعمال سے عبارات کا سمجھنا آسان ہو جاتا ہے اور قاری فہم عبارت میں غلطی سے بچ جاتا ہے۔

اہم علامات ترقیم اور ان کا استعمال درج ذیل ہے:

اس علامت کے استعمال کا بنیادی مقصد تو یہ ہے کہ جس طرح بولنے والا ایک سانس میں نہیں بولتا چلا جاتا، بلکہ مناسب وقفوں میں سانس لے لے کر اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتا ہے، اسی طرح تحریر میں بھی قاری کو موقع فراہم کیا جائے کہ وہ مناسب وقفوں سے ٹھہر ٹھہر کر اپنا مطالعہ جاری رکھ سکے، ویسے قاعدہ اور رواج یہ ہے کہ اس علامت کا استعمال زیادہ تر دو مربوط جملوں کے، یا مفردات معطوفہ کے درمیان ہوتا ہے، یا قسم، یا مناوی کے بعد ہوتا ہے۔

اس علامت کا استعمال کسی اجمال کے بعد تفصیل کے بیان سے قبل کیا جاتا ہے، مثلاً قول کے بعد مقولہ سے پہلے اقسام کے بیان کئے لئے، یا مبہمات کے بیان کے لئے۔

اس علامت کا استعمال سب کے بعد سب سے پہلے ہوتا ہے۔

؟ علامت استفہام جملہ استفہامیہ کے آخر میں استعمال ہوتی ہے۔

! تعجب یا تاثر کے اظہار کے لئے استعمال ہوتی ہے۔

- یہ علامت جملہ معترضہ کے شروع اور آخر میں استعمال کی جاتی ہے۔

" " یہ علامتیں اقتباس کے شروع اور آخر میں استعمال کی جاتی ہیں۔

[ ] ان کے درمیان عموماً نمبر لکھے جاتے ہیں یا تفسیری کلمات یا تفسیری جملے تحریر کئے جاتے ہیں۔

-. اگر شمار کے لئے نمبر یا حروف ذیلی عنوان میں آجائیں تو ان کے بعد یہ علامات استعمال ہوتی ہیں۔

...... یہ علامت ہے اس بات کی کہ یہاں سے کچھ عبارت محذوف ہے۔

- - جملہ معترضۃ کے لئے دو چھوٹے خطوط استعمال کئے جاتے ہیں۔

( ) ان کے درمیان قرآنی آیت لکھی جاتی ہے۔ (۳۴)

الفاظ	رموز	الفاظ	رموز

۱۔	الخ	إلى آخره	۲۔	ح	حينئذ
۳۔	فلانم	فلانسلم	۴۔	أه	انتهى
۵۔	هف	هذا خلف	۶۔	مم	ممنوع
۷۔	تع	تعالیٰ	۸۔	ص	صلى الله عليه وسلم
۹۔	صلم	صلى الله عليه وسلم	۱۰۔	صلع	صلى الله عليه وسلم
۱۱۔	صلعم	صلى الله عليه وسلم	۱۲۔	ع	عليه السلام
۱۳۔	رض	رضى الله عنه	۱۴۔	رضه	رضى الله عنه
۱۵۔	رح	رحمه الله	۱۶۔	رحه	رحمه الله
۱۷۔	ثنا	حدثنا	۱۸۔	فثنا	قال حدثنا
۱۹۔	أنا	أخبرنا	۲۰۔	أنبا	أنبانا
۲۱۔	س	سؤال	۲۲۔	ج	جواب
۲۳۔	ج	جزء	۲۴۔	ج	جمع
۲۵۔	مج	مجلد	۲۶۔	م	مفرد
۲۷۔	فح	فحينئذ	۲۸۔	عم	عليه السلام
۲۹۔	ص	أصل	۳۰۔	ش	شرح
۳۱۔	المص	المصنف	۳۲۔	الظه	الظاهر
۳۳۔	وظ	وظاهر	۳۴۔	المقص	المقصود
۳۵۔	للش	للشارح	۳۶۔	صح	صحح
۳۷۔	ق۔م	قبل الميلاد	۳۸۔	م	التاريخ الميلادى
۳۹۔	ه	التاريخ الهجرى	۴۰۔	ص	صفحة
۴۱۔	س	سطر	۴۲۔	خ ل	نسخة بذل (۳۵)

اشاریہ وفہرست سازی:

تحقیق کا آخری مرحلہ فہرست سازی کا ہے، بلاشبہ اس دور میں فہرست سازی کے عمل کو بڑی اہمیت حاصل ہے، اور یہ ہے بھی نہایت مفید، اس سے عام قاری کو بھی فائدہ پہنچتا ہے اور تحقیق کرنے والوں کو بھی، قاری ایک نظر میں پوری کتاب کی ورق گردانی کئے بغیر یہ جان لیتا ہے کہ اس کتاب میں اس کے کام کی چیز ہے یا نہیں، اور اس طرح بہت سا وقت بچ جاتا ہے۔(۳۶)

عام طور پر درج ذیل فہارس تیار کی جاتی ہیں:

۱۔	محتویات الکتاب	۲۔	فہرس الایات
۳۔	فہرس الاحادیث	۴۔	فہرست الآثار
۵۔	فہرس الاعلام	۶۔	فہرس القبائل والفرق والاقوام
۷۔	فہرست الأمکنہ	۸۔	فہرست الکتب المذکورہ فی المتن
۹۔	فہرست الاشعار	۱۰۔	فہرست المصادر والمراجع۔

اس کے علاوہ بھی فہارس بنائی جاسکتی ہیں۔(۳۷)

فہرست سازی کا یہ عمل بہتر ہوگا کہ کتابت یا کمپوزنگ کے بعد انجام دیا جائے تا کہ کتاب کے صفحات کے صحیح نمبر درج کئے جاسکیں۔

اس مشکل سے بچنے کے لئے بعض محققین یہ طریقہ اختیار کرتے ہیں کہ پوری کتاب کے تمام پیراگرافوں پر مسلسل نمبر ڈال دیتے ہیں اور فہارس میں حوالہ پیراگراف کا دیتے ہیں، اس صورت میں فہرست سازی کا کام کتابت یا کمپوزنگ سے قبل بھی انجام دیا جاسکتا ہے۔

اس صورت میں مزید فائدہ یہ حاصل ہوگا کہ بعد میں اگر نئی کتابت کی بناء پر کتاب کے صفحات کی ترتیب اور نمبر بدل بھی جائیں تو فہارس متاثر نہیں ہوں گی۔(۳۸)

بعض ایسے سافٹ ویئر تیار ہو چکے ہیں کہ ایک کمانڈ کے ذریعہ کمپیوٹر از خود ابجدی

ترتیب پر اشاریہ سازی کر دیتا ہے، لہٰذا مقالہ کے آخر میں گذارش ہے کسی مخطوطہ پر کام کرتے ہوئے جدید آلات واسلوب کو اختیار کیا جائے تاکہ کام کرنا زیادہ آسان ہو جائے اور اس کی افادیت بھی کامل ہو۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ پاکستان میں تحقیق مخطوطات کا مسئلہ اور چند تجاویز/ مقالہ نگار ڈاکٹر شیر محمد زمان/ سہ ماہی فکر ونظر/ ج ۳۵،ش ۲۔۳ (جنوری مارچ ۱۹۹۸ء)/ص ۱۷

۲۔ الفضلی ، الدکتور الشیخ عبد الهادی/ اصول التحقیق التراث، ایران، مؤسسۃ اُم القریٰ للتحقیق والنشر ۱۴۱۶ھ/ص ۴۳۔۴۴

۳۔ القاموس العصری (عربی۔ انگریزی) مرتبہ الیاس انطون الیاس و اڈوارڈ الیاس/ قاہرہ، المطبعۃ العصریہ،۱۹۷۲ء/ص ۱۹۲

۴۔ بیان اللسان یعنی عربی اردو ڈکشنری/ مرتبہ قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی/ میرٹھ، ادارہ علمیہ/ ص ۲۲۲

۵۔ فیروز اللغات (عربی، اردو)/ مرتبہ فیروز الدین/ لاہور، فیروز سنز ۱۹۵۲ء/ص ۱۶۲۔

۶۔ مصباح اللغات/ مرتبہ ابو الفضل عبد الحفیظ بلیادی/ دہلی، مکتبہ برہان ۱۹۵۰ء/ص ۱۸۲

۷۔ غیاث اللغات/لکھنو، فخر المطابع/ص ۲۵۹

۸۔ فرہنگ آصفیہ/ مرتبہ سید احمد دہلوی/ لاہور، رفاہ عام پریس ۱۹۰۱ء/ص ۲۱۰

9. Modern Dictionary Of English, Arabic. Comp. By Alias A. Alias. (Cairo: Modern Pres, 1953) p . 430.

10. Dictionary of Library Terms. Comp. By Ziainuddin Siddiqui, (Karachi: BCCT, University Of Krachi, 1983) P. 10

11. Students Standard Dictionary, Comp. By Abdul Haq (Karachi: Anjuman Taraqqi-e-Urdu, 1965) P. 1130

12. Ibid. P. 711

۱۳۔ فیروز اللغات (فارسی)/ مرتبہ فیروز الدین/ لاہور فیروز سنز ۱۹۵۲ء/ ج ۲،ص ۲۰۲

۱۴۔ مصباح اللغات۔ (محولہ بالا)/ص ۲۸۱

۱۵۔ کشاف اصطلاحات کتب خانہ/ مرتبہ محمود الحسن و زمرد محمود/ اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان،

۱۹۸۵ء/ص ۲۲۶

16. The Concise AACR-2. By Gorman Michael, (Chicago: ALA, 1981) P. 141

۱۷۔ نسیم فاطمہ، ڈاکٹر/ اردو مخطوطات کی کیٹلاگ سازی اور معیار بندی/ کراچی، لائبریری پروموشن بیورو ۱۹۹۲ء/ ص ۳

۱۸۔ بخشی، ڈاکٹر ایم سلطانہ/ اردو میں اصول تحقیق/ اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، جون ۱۹۸۶/ ج ۱، ص ۱۶۹

۱۹۔ مخطوطات کا حصول، حفاظت، قدامت قدر و قیمت اور اہمیت پر لکھنے کے طریقے/ مقالہ نگار ڈاکٹر اعجاز فاروق اکرم/ سہ ماہی فکر و نظر (بحوالہ بالا)/ ص ۶۵۔۶۶)

۲۰۔ ابتدائی عہد کے تمام مستشرقین عیسائی اور یہودی پادری و راہب ہیں مقاصد و اہداف پر بہت لکھا گیا ہے صباح الدین عبد الرحمٰن نے اسلام اور مستشرقین کے حوالہ سے تین جلدوں میں اہل علم کی آراء جمع کر دی ہیں۔

21. The Quest for Certainty, John Dewey باب ۹، ص ۲۱۷

22. The Elements of Research F.L. Whitney باب ۱، ص ۲۱

23. Webster's New International Dictionary Of the Eng. Langue age باب دوم

24. A. New English Dictionary on Historical Principles جلد ۸

25. Research and Thesis Writing, C. Almack باب ۱، ص ۱۱

26. Scientific Method, T. L. Kelley باب ۱، ص ۱

27. F. L Whitney کتاب مذکور، باب ۱، ص ۲۰ بحوالہ The Higher Learning in America R.M. Hutchins

28. T. L. Kelley کتاب مذکور باب ۱، ص ۳

۲۹۔ صدیقی، ڈاکٹر نور الاسلام/ ریسرچ کیسے کریں/ نئی دہلی، شاد پبلی کیشنز ۱۹۹۰/ ص ۲۱۴ تا ۲۱۷

۳۰۔ گیان چند، ڈاکٹر/ تحقیق کا فن/ اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۴ء/ ص ۴۰۳، ۴۰۴

۳۱۔ متنازعہ دستاویز اور ان کی تحریر کی شناخت مقالہ نگار: جلیل احمد نیازی/ ماہنا نوائے قانون

(جنوری ۱۹۹۲ء)/ص ۳۹ تا ۴۱

۳۲۔ منہج تحقیق میں مخطوطہ کے نسخوں کی اہمیت مقالہ نگار ڈاکٹر محمد طفیل سہ ماہی فکر ونظر (بحوالہ بالا)/ ص ۵۹۔۶۰

۳۳۔ تحقیق مخطوطات کا ایک جامع منہج اور طریق کار/ مقالہ نگار نعیم اشرف نور احمد/ سہ ماہی فکر ونظر (بحوالہ بالا)/ص ۸۶

۳۴۔ الفضلی، الدکتور الشیخ عبد الہادی/ اصول التحقیق التراث (بحوالہ بالا)/ ص ۱۳۴۔ ۱۳۷۔

☆ أضواء علی البحث والمصادر الدکتور عبد الرحمٰن عمیرہ (بحوالہ بالا)/ص ۷۴ تا ۷۷

۳۵۔ عمیرہ، الدکتور عبد الرحمٰن أضواء علی البحث والمصادر (بحوالہ بالا)/ص ۷۲۔۷۴۔

۳۶۔ تحقیق مخطوطات کا ایک جامع منہج اور طریق کار/ مقالہ نگار نعیم اشرف نور احمد/ سہ ماہی فکر ونظر (بحوالہ بالا)/ص ۹۱

۳۷۔ الفضلی، الدکتور شیخ عبد الہادی اصول التحقیق التراث (بحوالہ بالا)/ص ۲۳۲ پر مزید اتنی فہارس ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

۳۸۔ تحقیق مخطوطات کا ایک جامع منہج اور طریق کار/ مقالہ نگار نعیم اشرف نور احمد/ سہ ماہی فکر ونظر (بحوالہ بالا)/ص ۹۱